مطالعہ حدیث کورس
اجتماعی نظم و نسق
www.KitaboSunnat.com
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
24

مطالعہ حدیث خط و کتابت کورس

اجتماعی نظم و نسق

یونٹ (۲۴)

شعبہ اسلامی خط و کتابت کورسز دعوۃ اکیڈمی،
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
پوسٹ بکس نمبر 1485
فون: 54-9261751
فیکس: 261648, 250821
ای میل: dawah@isb.compol.com

نام کورس... مطالعہ حدیث

یونٹ نمبر... 24

مؤلف... مولانا حبیب الرحمان

ناشر... دعوۃ اکیڈمی' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد' پاکستان

مطبع... ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد

سن اشاعت... 2000ء۔1421ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بنیادی مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریعی حیثیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی، غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث، اس کی جمع و تدوین، اس کی ثقاہت اور تاریخی و تشریعی حیثیت کو بنیادی موضوع بنایا گیا چنانچہ Guillau me, Goldzeha اور sehacht نے دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تربیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرا دی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے، اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و توصیفی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ ان انتہا پسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح، حسن، ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر ملے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کہانیاں اور قصے شامل ہیں۔

ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس نہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کر لے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔ اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجہ میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔ اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلی تحقیقی و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل، تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۴ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

حدیث نبوی کا مفہوم و معنی	مصطلحات حدیث کا تعارف
تاریخِ تدوین حدیث	عقائد
ارکان اسلام	اخلاقی تعلیمات

وغیرہ شامل ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلائے ہیں اور علوم حدیث' یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن ریسرچ فیلو' شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زبیری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض دعوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیئے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی امداد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے' تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

(ڈائریکٹر جنرل)
دعوۃ اکیڈمی

تعارف

مطالعہ حدیث خط و کتابت کورس کا یہ چوبیسواں یونٹ ہے' اس کا موضوع "اجتماعی نظم و نسق" ہے۔ اس یونٹ میں اسلامی نظم مملکت' اسلامی ریاست کا مقصد وجود' حاکمیت الٰہی' تصور خلافت' مشاورت' خلیفہ المسلمین اور اصول اطاعت' خلافت کے حقوق و فرائض اور اجتماعیت کی دینی اہمیت پر بحث کی گئی ہے۔ انسان "مدنی الطبع" یعنی اجتماعیت پسند ہے' مل جل کر زندگی بسر کرنا اس کا فطری تقاضا ہے اور تمدنی و اجتماعی زندگی کے لیے سیاسی نظام کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اسلام کا باقاعدہ ایک سیاسی نظام ہے' اسلام نے اپنی پوری تاریخ میں ریاست کی اہمیت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا' انبیائے کرام وقت کی اجتماعی قوت کو اسلام کے تابع کرنے کی جدوجہد کرتے رہے۔ ان کی دعوت کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ اقتدار صرف اللہ کے لیے خالص ہو جائے اور اللہ کی زمین پر صرف اللہ تعالیٰ کا قانون جاری ہو اور صرف اسی کی بندگی اور اطاعت کی جائے۔

بد قسمتی سے مسلمانوں کے سیاسی فکری اور عملی زوال کی وجہ سے بعض دانشور اسلام کے اجتماعی کردار اور ملت کی تنظیم کو زمانے کا سب سے بڑا کفر سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک لوگ ہر کام کے لیے اکٹھے ہو سکتے ہیں' ہر مشن اور ازم کی خاطر گروہ سازی کی جا سکتی ہے لیکن مسلمان بحیثیت مسلمان اسلام کی خاطر ہرگز منظم نہیں ہو سکتے' حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دین کو قائم کرنا اور قائم رکھنا' ساری دنیا کے لیے حق کا گواہ بننا' معروف کا حکم دینا اور منکر کو مٹانا اور خیر کامل کی طرف لوگوں کو بلاتے رہنا اس امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ امت دینی تعلیمات اور دینی اعمال سے دوری کے سبب اپنا مقصد وجود تک بھول گئی ہے۔ وہ اپنی شناخت مسلمان کی حیثیت سے

کروانے سے شرماتی ہے اور انفرادی طور پر اپنا اسلامی تشخص قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے آمادہ نظر نہیں آتی اور زندگی کے انفرادی اور اجتماعی ہر پہلو میں غیروں کی نقالی پر فخر کرتی ہے۔

اس یونٹ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلام کے نظام مملکت اور معاشرہ کی اجتماعی نظم و نسق کے خدوخال واضح کیے گئے ہیں۔ان کے مطالعہ سے آپ اسلام کے نظام اجتماعی سے واقف ہو سکیں گے ' اور اس آگاہی کے بعد عملی طور پر اس نظام کے قیام میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات قرآنی

١ .وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (الاعراف ٧ :٦٩)

"(اے قوم عاد) یاد کرو جبکہ اللہ نے تم کو قوم نوح کے بعد خلیفہ بنایا۔"

٢ . وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ (الاعراف ٧ :٧٤)

"(اور اے قوم ثمود) یاد کرو جبکہ اس نے تمہیں عاد کے بعد خلیفہ بنایا۔"

٣ . عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (الاعراف ٧ :١٢٩)

"(اے بنی اسرائیل) قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن (فرعون) کو ہلاک کرے اور زمین میں تم کو خلیفہ بنائے اور پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔"

٤ . ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ

(یونس ١٠ :١٤)

"پھر ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔"

٥ . هُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتاً وَّلَا يَزِيْدُ الْكَافِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا

(فاطر ٣٥ :٣٩)

"وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا' پھر جو کفر کرے تو اس کا کفر اسی پر وبال ہے اور کافروں کے حق میں ان کا کفر ان کے رب کے ہاں کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا مگر اس کے غضب میں' اور کافروں کے لیے ان کا کفر کوئی چیز نہیں بڑھاتا مگر خسارہ۔"

۶. اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ.......... وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ (الفجر ۸۹ :۶۔۱۱)

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے کیا کیا عاد کے ساتھ..........اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے وادی میں پتھر تراشے اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنھوں نے ملک میں سرکشی کی؟"

۷. اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی.......... فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی

(النازعات ۷۹ :۱۷۔۲۴)

"(اے موسیٰ) جا فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہو گیا ہے..... فرعون نے لوگوں سے کہا کہ تمہارا رب برتر میں ہوں۔"

۸. وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ..... يَعْبُدُوْنَنِیْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْئًا (النور ۲۴ :۵۵)

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا..... وہ میری بندگی کریں' میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔"

احادیث نبویؐ

اجتماعی نظم

۱۔ **عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہﷺ قال اذا کان ثلثة فی سفر فلیؤمروا احدھم** **(رواہ ابو داؤد' مشکوۃ: باب آداب السفر)**

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "جب سفر میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنالیا جائے۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب سفر جیسی عارضی حالت میں بھی جماعتی نظم قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے تو حضر کی صورت میں بدرجہ اولی جماعتی نظم وامارت کی تشکیل واجب ہو جاتی ہے۔اسی کی تائید ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا: اگر کسی جنگل (فلاة) میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنالیا جائے۔

۲۔ اجتماعیت کا نقطہ کمال اور اس کی آخری منزل ایک حکومتی نظام کا قیام ہے' یہ نظام بجائے خود تو مطلوب نہیں ہوتا لیکن عملی طور پر انسانی معاشرے کی ایک ناگزیر ضرورت بہر حال ہے۔

۳۔ ایسا انتظام انسانی معاشرے کی فطری ضرورت ہے جو خواہشوں کے ٹکراؤ اور مفادات کی کشمکش کو قابو میں رکھے' کوئی ایسی طاقت جو ظالم کو ظلم سے روک سکے' کمزوروں کو محفوظ رکھے' مظلوموں کی فریادرسی کرے' حکومت اس انتظام کا دوسرا نام ہے۔

۴۔ ایک حکومتی ادارے کے قیام کے متعلق قرآن اور حدیث کی ہدایت ' اسوہ رسولؐ اور اسوہ

صحابہ کی شہادتیں اور علماء اسلام کی صراحتیں سب کچھ تفصیل سے موجود ہے۔

التزام جماعت

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہﷺ مامن ثلثة فی قرية ولا بدو لا تقام فيهم الصلوة الا قد استحوذ عليهم الشيطن فعليك بالجماعة فانما ياكل الذئب القاصية

(رواہ ابو داؤد ' مشکوۃ: باب الجماعة)

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "کسی جنگل یا بستی میں تین آدمی رہتے ہوں اور پھر وہ (اجتماعی طور پر) نماز کا اہتمام نہ کریں تو لاًزماً ان پر شیطان مسلط ہو کر رہے گا۔ (سنو!) جماعت سے وابستہ رہو (ورنہ تمہارا حشر وہی ہو گا جو ریوڑ سے الگ رہنے والی بھیڑ کا ہوتا ہے) بھیڑیا اسے ہڑپ کر جاتا ہے۔"

مفہوم:

ا۔ باطل اور فسق و فجور کی طاقتیں متحد ہیں اور ان کے باقاعدہ منظّم جتھے قائم ہیں' ان کا زور توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ اہل حق اور اصحاب تقویٰ بھی منظّم اور متحد ہوں۔ اس لیے کتاب و سنت میں جماعتی زندگی اختیار کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے۔ بلکہ تقویٰ کی بنیادوں پر قائم "الجماعہ" سے خروج کو ارتداد کا ہم معنی قرار دیا ہے۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہﷺ : من مات وليس فی عنقه بيعة مات ميتة جاهلية **(مسلم : کتاب الامارۃ)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا: جو کوئی اس حال میں مر گیا کہ اس کی گردن خلیفۃ المسلمین کی بیعت (کے قلاد) سے خالی ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔"

مفہوم :

۱۔ اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ مسلم معاشرہ نظامِ خلافت کے بغیر ہوتا ہی نہیں یا کم از کم اسے ہر گز ایسا نہ ہونا چاہیے۔

۲۔ گویا اس حدیث میں اس بات کا اعلان کہ اس نظام کا قائم کرنا اور قائم رکھنا مسلم معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ الجهاد واجب عليكم مع كل امير برا كان اوفاجرا ان عمل الكبآئر' والصلوة واجبة على كل مسلم برا كان او فاجرا وان عمل الكبآئر (ابو داؤد: كتاب الجهاد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانو! ہر نیک یا بد امیر کی رہنمائی میں خواہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو' تم پر جہاد فرض ہے۔ ہر نیک یا بد مسلمان کے پیچھے خواہ وہ کبائر کا مرتکب ہو' نماز ادا کر لینا واجب ہے۔ ہر نیک یا بد کی نماز جنازہ ادا کرنا' خواہ وہ کبائر میں مبتلا ہو' ضروری ہے۔"

مفہوم :

۱۔ مسلمانوں کا امیر اخلاق و کردار کے لحاظ سے خواہ کیسا ہی ہو' نیک کاموں میں بہر حال اس کی اطاعت کرنی پڑے گی۔

۲۔ امام نیک ہو یا فاسق و فاجر ہر ایک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ امام یا امیر پہلے سے بنا ہوا ہے یا زور و قوت سے مسلط ہو گیا ہے' ویسے عام حالات میں جب کہ مسلمانوں کو اپنا امیر یا امام منتخب کرنے کا موقع ملے' تو انھیں اپنے میں سے اخلاق و تقویٰ کے لحاظ سے بہتر آدمی چننا چاہیے جیسا کہ حدیث میں ہے :

اجعلوا ائمتکم خیار کم۔ (اپنے میں سے بہتر لوگوں کو اپنا امام بناؤ)

۳۔ کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی بد عمل ہو اس کی نماز جنازہ ادا کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی شخص بری طرح بد نام ہو' یا اس نے ایسا کام کیا ہو جس سے حقوق العباد پر زد پڑتی ہو تو عوام کی تنبیہ اور سبق و عبرت کے لیے معاشرے کے ایسے افراد جو علم و تقوی کے لحاظ سے نمایاں ہیں اس کی نماز جنازہ سے الگ رہ سکتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

اوصاف امامت اور قیادت

عن ابی مسعود قال قال رسول اللهﷺ یؤم القوم اقرؤهم لکتاب الله فان کانوا فی القرآة سوآء فاعلمهم بالسنة فان کانوا فی السنة سوآء فاقدمهم هجرة فان کانوا فی الهجرة سوآء فاقدمهم سنا ' ولا یؤمن الرجل الرجل فی سلطانه ولا یقعد فی بیته علی تکرمته الا باذنه' (رواه مسلم' مشکوة : باب الامامه)

حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "لوگوں کا امام وہ بنے جو ان میں قرآن کا زیادہ عالم ہو۔ اگر اس میں برابر ہوں تو پھر وہ آگے بڑھے جو سنت کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ اگر اس میں بھی یکساں ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جس نے ہجرت میں پیش قدمی کی ہو' اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو عمر میں بڑا ہو۔ کوئی شخص کسی دوسرے مسلمان بھائی کے اثر و رسوخ کے مقام پر امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کی گدی پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔"

مفہوم :

۱۔ اسلام میں چونکہ سیاست بھی دین کے تابع ہے' اس لیے مسجد میں پیشوائی کے لیے جن اوصاف کا لحاظ رکھا جاتا ہے انہی اوصاف کا لحاظ صدر مملکت اور وزیر اعظم بناتے وقت بھی

رکھنا چاہیے۔ دینی لحاظ سے قیادت کے چار اوصاف یہاں بیان ہوئے ہیں :

(۱) قرآن کے علم میں برتری

(۲) سنت کی واقفیت میں فوقیت

(۳) ہجرت یا کسی اہم دینی خدمت میں سبقت

(۴) عمر کے لحاظ سے بزرگی

۲۔ جس عالم دین کے جہاں اثرات اور مقبولیت زیادہ ہو وہاں کسی دوسرے شخص کا منصب امامت و قیادت پر مسلط ہو جانا' مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے لیے انتشار انگیز ثابت ہو سکتا ہے' الا یہ کہ وہ خود اس کی اجازت دے دے۔ اسی طرح کسی شخص کی خاص گدی یا کرسی پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہیے' اس سے بھی تلخیوں اور غلط فہمیوں کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللهﷺ ثلث لا ترفع صلواتهم فوق رؤسهم شبرا رجل ام قوما وهم له كارهون وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط' واخوان متصارمان (ابن ماجۃ' مشکوۃ: باب الامامۃ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے افراد ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے بالشت بھر اونچی نہیں ہوتیں یعنی خدا کے ہاں ان کی مقبولیت کا کوئی مقام نہیں ہے،

۱) ایسا شخص جو لوگوں کا امام بنا ہوا ہے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہیں۔

۲) وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔

۳) دو مسلمان (بھائی) جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔"

مفہوم :

ا۔ امیر و امام کا ایک نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ سیرت و اخلاق کی بنا پر عوام میں اس کی مقبولیت و محبوبیت پائی جاتی ہو۔ اور جب بھی وہ یہ محسوس کرے کہ لوگوں کی اکثریت اس سے خوش نہیں ہے تو اس ذمہ داری سے، خود ہی الگ ہو جانا چاہیے۔

٢۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے حکمران کی عوام میں مقبولیت کا بھی لحاظ رکھا ہے' ظاہر ہے کہ اسلامی معاشرے میں مقبولیت اسے ہی حاصل ہو گی جو باکردار بھی ہو اور جس سے عوام الناس کو فائدہ پہنچتا ہو۔

حکمرانی کا حق کب تک ہے ؟

عن عوف بن مالك رضي الله عنه قال سمعت رسول اللهﷺ يقول: " خيار أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم، وتصلون عليهم ويصلون عليكم. وشرار ائمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم، وتلعنونهم ويلعنونكم " قال: قلنا يا رسول الله افلا ننا بذهم؟ قال : "لا " ما اقاموا فيكم الصلوة؛ (مسلم: كتاب الامارة)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے بہترین امام اور حاکم وہ لوگ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں' تم ان کے لیے دعا کرو وہ تمہارے لیے دعا کریں اور تمہارے بدتر امام و حاکم وہ ہیں جن سے تم نفرت کرو اور وہ تم سے نفرت کریں تم 'انہیں لعنت کرو وہ تمہیں لعنت کریں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! کیا ہم ان سے کی ہوئی بیعت نہ توڑ دیں ؟ ارشاد فرمایا، نہیں' جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے رہیں۔ نہیں' جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے رہیں۔

مفہوم :

ا۔ چونکہ جس شخص کا خلافت کے منصب پر تقرر ہوا ہے' اس کا کام عام حکمرانوں سے بہت

وسیع اور بہت مختلف ہے اور یہ منصب ہر لحاظ سے ایک شرعی منصب ہے' اس لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک حکمران دین کو قائم رکھیں گے اس وقت تک وہ اس منصب کے حق دار ہوں گے۔

۲۔ مذکورہ حدیث کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہو جاتی ہے' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان أمر علیکم عبد مجدع یقود کم بکتاب الله فاسمعوا له واطیعوا

(مسلم : کتاب الامارة)

(اگر کوئی ایسا غلام بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں' لیکن وہ قانون الٰہی کے مطابق تمہاری سرداری کرے' تو اس کی بات سنو اور اطاعت کر) یعنی خلیفہ کا فرض منصبی صرف اقامت دین ہے۔

اقتدار کی طلب و حرص ممنوع ہے

عن ابی ذر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ . "یا ابا ذر انی اراك ضعیفا وانی احب لك ما احب لنفسی' لا تأمرن علی اثنین ولا تولین مال یتیم"

(مسلم: کتاب الامارة)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور یقیناً میں تیرے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے۔ پس (یاد رکھ) ایک تو' دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور دوسرے کسی یتیم کے مال کا انچارج نہ بننا۔"

عن ابی ذر رضی الله عنه قال قلت: یا رسول الله الا تستعملنی؟ فضرب بیده علی منکبی ثم قال: "یا اباذر انك ضعیف ' وانها امانة وانها یوم القیمة خزی وندامة الا من اخذها بحقها وادی الذی علیه فیها" **(مسلم: کتاب الامارة)**

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے کسی جگہ کا حاکم نہیں بنا دیتے؟ آپ نے اپنا دست مبارک میرے شانہ پر مارا اور ارشاد فرمایا: اے ابو ذرؓ تو (اس بارے میں) کمزور ہے اور امارت ایک امانت ہے اور اس کا نتیجہ روز قیامت رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جو اسے اس کے حق کے ساتھ لے اور پھر حکومتی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔

عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: "انکم ستحرصون علی الامارة، وستکون ندامة یوم القیامة" **(بخاری: کتاب الامارة)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ حکومت وامارت کی حرص کرو گے، بالآخر روزِ قیامت (اس پر) ندامت ہو گی۔"

مفہوم:

١۔ اس حدیث سے بالکل صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے اقتدار کی طلب کو ممنوع ٹھیرایا ہے۔

٢۔ اسلامی ریاست کے قواعد میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ حکومت کے ذمہ دارانہ مناصب کے لیے عموماً اور خلافت کے لیے خصوصاً وہ لوگ سب سے زیادہ غیر موزوں ہیں جو خود عہدہ حاصل کرنے کے طالب ہوں اور اس کے لیے کوشش کریں۔

٣۔ رسول اکرم ﷺ نے ابو ذرؓ پر یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ حکومت کے اختیارات اور اموال مسلمانوں کی امانت ہیں اور جن لوگوں کے سپرد یہ امانت ہو گی وہ اس کے لیے جوابدہ ہیں۔

نظم کی پابندی

عن بشیر بن الخصاصیة قال قلنا ان اھل الصدقه یعتدون علینا افنکتم من اموالنا بقدر ما یعتدون قال لا. **(ابو داؤد، مشکوة: کتاب الزکوة)**

حضرت بشیرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ صدقہ وصول کرنے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ کیا ہم اپنے مالوں میں ان کی زیادتی کے مطابق چھپا سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''نہیں''۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سمع و طاعت اور نظم کی پابندی کا اسلام میں کیا مقام ہے۔

۲۔ اسلامی حکومت کے کارندے اگر زکوٰۃ و صدقات وصول کرتے ہوئے ظلم بھی کریں تب بھی ان کے جواب میں کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔

خلیفہ کے حقوق

عن ابی وائل بن حجر رضی الله عنه قال: سال سلمة ابن یزید الجعفی رسول اللهﷺ فقال، یا نبی الله ارایت ان قامت علینا امر آء یسألونا حقهم ویمنعونا حقنا فما تأمرنا فاعرض عنه' ثم سأله فقال رسول اللهﷺ: "اسمعوا واطیعوا فانما علیهم ماحملوا وعلیکم ما حملتم" (مسلم: کتاب الامارة)

''حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: یارسول اللہ فرمایئے اگر ہم پر برے حکمران مسلط ہوں اور وہ ہم سے اپنا حق تو مانگیں اور ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے پہلو تہی فرمائی (اس بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی)۔ انہوں نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''ان کی بات سنو اور ان کا کہنا مانو۔ ان پر اپنے کاموں کی ذمہ داری ہے اور تم پر اپنے کاموں کی۔''

مفہوم:

۱۔ خلیفۃ المسلمین کے فرائض جتنے وسیع اور ہمہ گیر ہیں' اس کے حقوق بھی اتنے ہی عظیم ہیں'

ان میں سب سے پہلا حق تو یہ ہے کہ اس کے احکام سنے اور مانے جائیں۔

۲۔ اگر حکم دینے والے کچھ ظلم و زیادتی بھی کرتے ہیں تب بھی مسلمانوں کی اجتماعیت کو قائم رکھنے کی خاطر اسے برداشت کرنا ہوگا۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ : "انھا ستکون بعدی اثرہ وامور تنکرونھا! قالوا: یا رسول اللہ کیف تامر من ادرك منا ذلك؟ قال تؤدون الحق الذی علیکم وتسالون اللہ الذی لکم (بخاری،مسلم: کتاب الامارہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے بعد خود غرضی ہوگی اور ایسے کام ہوں گے جنہیں تم اچھا نہ سمجھو گے۔" صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم میں سے جو شخص وہ زمانہ پائے تو آپ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: (دیکھو) تم اپنے ذمہ واجب حقوق ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق کا صرف اللہ سے سوال کرنا۔"

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ "من اطاعنی فقد اطاع اللہ، ومن عصانی فقد عصی اللہ، ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی" (بخاری،مسلم: کتاب الامارہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے اپنے امیر کی بات مانی اس نے میری بات مانی (بشر طیکہ گناہ کرنے کا حکم نہ دے) اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان رسول اللہ ﷺ: قال "من کرہ من امیرہ شیئا فلیصبر، فانہ من خرج من السلطان شبرا مات میتۃ الجاھلیۃ"

(بخاری، مسلم: کتاب الامارۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جسے اپنے امیر کا کوئی کام پسند نہ ہو اس پر صبر کرنا چاہیے اگر وہ بالشت برابر بھی اس حاکم و امیر کی طاعت سے نکلا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔"

مفہوم :

۱۔ اجتماعیت اور وحدت کو برقرار رکھنے کے لیے نظم کی پابندی کا اسلام میں کیا مقام ہے' اس کا اندازہ کرنے کے لیے مذکورہ تینوں احادیث کافی ہیں۔

۲۔ جو اطاعت فی الواقع اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت بن جاتی ہو وہ افراد کی اپنی مرضی اور سہولت پر موقوف نہیں ہے' بلکہ طبیعت کی ناگواری اور تنگی و پریشانی کے وقت بھی سمع و اطاعت ایک مسلمان کا فرض ہے۔

۳۔ یہ فرض اس وقت بھی اپنی جگہ جوں کا توں برقرار رہتا ہے جب یہ حکم دینے والے بے کرداری کا شکار ہو جائیں۔

۴۔ یہ احادیث اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالتی ہیں کہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت اسلامی اجتماعیت اور ملی تنظیم کے نشان کی ہے' اس لیے اس کی اطاعت سے انکار دراصل ایک فرد کی اطاعت سے انکار نہیں ہوتا بلکہ دراصل اس پوری اجتماعی تنظیم سے علیحدگی کا اعلان ہوتا ہے اور پھر وہ ایک طرح کی جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

۵۔ خلیفہ کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے :

(۱) خلیفہ کی ظاہر اور پوشیدہ دونوں حالتوں میں خیر خواہی کرنا

(۲) اس کی مدد کرنا

(۳) دل و جان سے اس کی فرمانبرداری کرنا

(۴) اس کا احترام کرنا

(۵) سچی بات سمجھانا اور غلطیوں پر متنبہ کرنا

(۶) اس کو سازشیوں سے باخبر رکھنا

(۷) اس کو حکام اور عمال کے طرز عمل سے باخبر رکھنا

(۸) عوامی بہبود کے کاموں میں اس کی مدد کرنا

(۹) لوگوں کو اس کی امداد اور اس سے محبت کرنے پر آمادہ کرنا

(۱۰) زبان ، مال اور عمل سے اس کا دفاع کرنا

اطاعت کی حدود

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللهﷺ السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره مالم يومر بمعصية فاذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة

(مسلم: كتاب الامارة)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں پر سمع وطاعت (سننا اور ماننا) واجب ہے۔ خواہ انہیں (اپنے امیر کا حکم) پسند ہو یا ناپسند۔ یہ اسی وقت تک ہے جب تک کہ خدا کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ لیکن اگر خدا کی نافرمانی کا حکم دے تو پھر نہ سننا ہے اور نہ ماننا۔''

مفہوم:

۱۔ شریعت نے جس صراحت اور زور کے ساتھ امیر (حاکم) کی اطاعت کی تلقین کی ہے اسی صراحت اور زور کے ساتھ یہ بھی فرما رکھا ہے کہ یہ اطاعت غیر مشروط ہرگز نہیں ہے بلکہ قطعی مشروط ہے اور ایک خاص حد کے اندر ہی کی جانی چاہیے۔

۲۔ اس شرط اور حد کا تعین لفظ ''معصیت'' کے ذریعہ سے کر دیا ہے یعنی اطاعت کی شرط یہ ہے

کہ کسی معروف اور اچھے کام کا حکم دیا گیا ہو نہ کہ کسی معصیت اور برے کام کا۔ معصیت کا حکم لازماً ٹھکرا دیا جائے گا' اس کی تعمیل نہیں بلکہ عدم تعمیل ضروری ہے۔

۳۔ اس بات کی وضاحت ایک دوسری حدیث سے بھی ہو جاتی ہے جس میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے کہ : "**لا طاعة فی معصیة الله انما الطاعة فی المعروف**" (اللہ کی نافرمانی کا حکم دینے کی صورت میں اطاعت نہیں کی جائے گی' اطاعت صرف معروف کے کاموں میں ہے)۔

حدود اللہ کے خلاف کوئی معاہدہ اور اقرار جائز نہیں ہے

عن عمر بن عوف المزنی عن النبی ﷺ قال الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا حرم حلالا اواحل حراما' والمسلمون علی شروطھم الا شرطا حرم حلالا اواحل حراما **(ترمذی: کتاب الاحکام)**

حضرت عمرؓ بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " مسلمانوں کے درمیان صلح کے عہد و پیمان جائز ہیں۔ ہاں ایسی صلح جائز نہیں جو حرام کو حلال' یا حلال کو حرام بنا دے۔ مسلمان اپنے طے کردہ شرائط کے پابند ہوں گے' الا یہ کہ کوئی ایسی شرط ہو جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال میں تبدیل کر دے۔"

مفہوم :

ا۔ مسلمانوں کے تمام معاشی و سیاسی معاملات' معاشرتی تعلقات' بین الاقوامی معاہدات اور ملکی قانون سازی کی حدود اسی حدیث کی روشنی میں طے ہونی چاہئیں۔

۲۔ یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ اس قسم کے معاملات میں کتاب و سنت سے ہر جزئی مسئلہ کی تائید کے لیے سند تلاش کی جائے۔ بلکہ صرف اتنا دیکھ لینا کافی ہے کہ ہمارا کوئی قدم کسی

واضح نص کے خلاف تو نہیں اٹھ رہا ہے۔ ہاں عبادات کے معاملہ میں ضروری ہے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے جز کا ثبوت کتاب و سنت سے فراہم کیا جائے' ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں عبادت کی آڑ میں بدعات نہ رواج پا جائیں۔

۳۔ مسلمان اپنی طے کردہ شرائط کے پابند ہوں گے' ذمے سے مراد ایسی شرائط ہیں جو کتاب و سنت کے صریح احکام کے خلاف نہ ہوں' اگر وہ شرائط کتاب و سنت سے متصادم ہیں تو ایسی شرائط کو لازماً ٹھکرا دیا جائے گا۔

امیر کی ذمہ داریاں

عن معقل بن یسار قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ایما والٍ ولی من امر المسلمین شیئا فلم ینصح لھم ولم یجھد لھم کنصحہ وجھدہ لنفسہ کبّہ اللہ علی وجھہ فی النار **(المعجم الصغیر للطبرانی. ص ۹٤)**

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو کوئی بھی مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنا' پھر اس نے ان کے لیے ایسی خیر خواہی اور کوشش نہ کی جیسی وہ اپنی ذات کے لیے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔"

عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ اللھم من ولی من امر امتی شیئا فشق علیھم فاشفق علیہ ومن ولی من امر امتی شیئا فرفق بھم فارفق بہ

(مسلم : کتاب الامارۃ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص میری امت کے معاملات کا ذمہ دار بنے اور پھر وہ لوگوں کو پریشانیوں اور مشقتوں میں مبتلا کر دے تو اے اللہ! تو بھی اس کی زندگی تنگ کر دے' اور جو شخص میری امت کے معاملات کا والی بنے اور پھر لوگوں سے محبت و

شفقت سے پیش آئے تو اے اللہ! تو بھی اس پر رحم فرما۔"

مفہوم:

۱۔ خلیفہ کا اصل فرض منصبی نفاذ شریعت ہے' اور عوام کے حقوق کا تحفظ کرنا' ان کی بہبود کی تدابیر کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے امیر کو "راعی" کہا ہے' اس لیے کہ رعایا کی بنیادی انسانی ضروریات کا انتظام اور ان کے مال و جان اور آبرو کی حفاظت کرنا اور ان کے بنیادی انسانی اور اسلامی حقوق کی رعایت اس کے فرائض منصبی ہیں۔

علامہ ماوردیؒ اور ابو یعلیؒ نے ان فرائض کا بہترین خلاصہ بیان کیا ہے جو درج ذیل ہے:

۱۔ حفاظت دین' دفاع دین اور تعلیم دین

۲۔ شرعی قوانین کا نفاذ اور عدل و انصاف کا قیام

۳۔ مال' جان اور آبرو کی حفاظت اور امن و امان کا قیام

۴۔ شرعی سزاؤں کا نفاذ اور مجرموں کی سرکوبی کرنا

۵۔ فوج اور اسلحہ کا انتظام کرنا اور دارالاسلام کا دفاع کرنا

۶۔ کفار محاربین کے خلاف قتال و جہاد کا انتظام کرنا

۷۔ سرکاری خزانے کی حفاظت اور اسلام کے مالی نظام کا قیام

۸۔ قومی خزانے پر امانت دار ماہرین کا تقرر کرنا

۹۔ تنخواہوں کا منصفانہ نظام قائم کرنا اور بروقت ادائیگی کرنا

۱۰۔ عوام کی حالت سے براہ راست باخبر رہنا

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول "كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته' الامام راع ومسئول عن رعيته' والرجل راع في اهله و مسئول

عن رعیتہ والمرأۃ راعیة فی بیت زوجها ومسئولة عن رعیتها' والخادم راع فی مال سیدہ ومسئول عن رعیتہ' وکلکم راع ومسئول عن رعیتہ"

(مسلم: کتاب الامارۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں ہر ایک (اپنے ماتحتوں کا) ذمہ دار ہے اور ہر کسی سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے' اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے' اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا اور خادم اپنے سردار کے مال کا نگران ہے اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ (بہر حال) تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔"

مفہوم:

۱۔ ہر فرد کو جس قدر اپنے حلقہ اثر میں اختیارات حاصل ہیں وہ ان کے پاس امانت ہیں۔

۲۔ جس کے پاس جتنے زیادہ اختیارات ہوں گے اسی قدر اس کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہوں گی اور اسے اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی جواب دہی کرنا ہو گی۔

۳۔ اس امانت کے اہل بھی صرف وہی لوگ ہیں جو خدا ترس' ایمان دار اور عادل لوگ ہیں۔

۴۔ حضرت عمرؓ کے اس قول سے اس ذمہ داری کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے فرمایا:
"دریائے فرات کے کنارے ایک بکری کا بچہ بھی اگر ضائع ہو جائے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ اللہ مجھ سے باز پرس کرے گا۔"

اسلامی حکومت کے فرائض

عن ابی ہریرہ قال کان رسول اللہ ﷺ یؤتی بالرجل المتوفی علیہ الدین

فیسئل هل ترك لدینه قضآء فان حدث انه ترك وفآء صلی' والا قال للمسلمین صلوا علی صاحبکم فلما فتح الله علیه الفتوح قام فقال انا اولی بالمؤمنین من انفسهم فمن توفی من المؤمنین فترك دینا فعلی قضآئه ومن ترك مالا فلورثته

(بخاری'مسلم: کتاب الجنائز)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کسی مقروض شخص کا جنازہ لایا جاتا تو آپؐ دریافت فرماتے: "کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑا ہے؟" اگر جواب اثبات میں ملتا تو آپؐ جنازے کی نماز پڑھا دیتے' ورنہ لوگوں سے کہتے: "جاؤ اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔" لیکن جب بعد میں فتوحات کی ریل پیل ہو گئی تو آپؐ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "میں مسلمانوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں اس لیے جو مسلمان قرض چھوڑ کر مرے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے' اور جو مال چھوڑ کر مرے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔"

مفہوم:

۱۔ چونکہ ابتداءً بیت المال کا ایسا کوئی انتظام نہیں تھا جس سے مقروض کے قرض کی ادائیگی کی جا سکتی لیکن فتوحات کے بعد اسلامی حکومت نے یہ مسئلہ حل کر دیا اور قرض کی ادائیگی کو اسلامی حکومت کے فرائض میں شامل کر دیا۔

۲۔ اس حدیث سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلامی حکومت ایک فلاحی مملکت ہوتی ہے۔

عن ابی یعلی معقل بن یسار رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: "ما من عبد یسترعیه الله رعیة یموت یوم یموت وهو غآش لرعیته الا حرم الله علیه الجنة" متفق علیه. وفی روایة: "فلم یحطها بنصحه لم یجد رآئحة الجنة" وفی روایة لمسلم: "ما من امیر یلی امور المسلمین ثم لا یجهد لهم وینصح لهم الا لم یدخل معهم الجنة"

(مسلم: کتاب الامارة)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا ''جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا معاملہ سونپے اور وہ انہیں دھوکہ دیتے ہوئے مر جائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔" (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اس نے رعیت کے ساتھ خیر خواہی نہ کی تو وہ جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو حاکم مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار ہے پھر ان کے حقوق کے لیے کوشش اور ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہو گا۔"

مفہوم :

۱۔ اسلامی حکومت کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال رکھے' اپنی حدود کے اندر ان تمام لوگوں کی کفیل بنے جو مدد کے محتاج ہیں اور جو وسائل رزق سے محروم ہیں۔ اگر مسلمانوں کے حکمران اپنے ان فرائض میں کوتاہی کریں گے تو جنت جیسی عظیم نعمت سے محروم ہوں گے۔

۲۔ سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ عدل و انصاف کا قیام ہو' لوگوں کی جان' مال اور آبرو محفوظ ہو اور انہیں ضروریات زندگی مہیا کی جائیں۔

۳۔ اسلامی حکومت کا اولین فریضہ یہ ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کرے' بھلائیوں کو فروغ دے اور برائیوں سے روکے۔

عن عائذ عمرو رضی الله عنه انه دخل علی عبید الله ابن زیاد فقال ای بنی انی سمعت رسول اللهﷺ یقول : "ان شر الرعآء الحطمة" فایاك ان تکون منهم

(بخاری' مسلم: کتاب الامارة)

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچے تو اسے کہنے لگے اے بیٹے ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ : بے شک برے حاکم رعیت

پر ظلم کرنے والے ہیں۔ پس تو ان میں سے نہ ہونا۔"

عن ابی مریم الازدی رضی اللہ عنہ انہ قال لمعاویۃ رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ ﷺ : "ومن ولاہ اللہ شیئا من امور المسلمین فاحتجب دون حاجتھم وخلتھم وفقرھم : احتجب اللہ دون حاجتہ وخلتہ وفقرہ یوم القیمۃ" فجعل معاویۃ رجلان علی حوائج الناس (ابو داؤد : کتاب الامارۃ)

حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا : "جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی معاملے کا والی و ذمہ دار بنائے اور وہ ان کی ضرورتوں، حاجتوں اور ان کے فقر کا خیال نہ رکھے بلکہ ان سے چھپتا رہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی حاجتوں ضرورتوں اور فقر سے کنارہ کشی کرلے گا۔" پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضرورتوں پر مطلع ہونے کے لیے ایک آدمی مقرر فرما دیا (جو ان کی حاجات، ضروریات اور مسائل کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچاتا تھا)

مفہوم :

۱۔ ایک اسلامی حکومت کا بنیادی مقصد ہی انصاف کی فراہمی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (**الحدید ۵۷ : ۲۵**) (تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں) یعنی کتاب اللہ کے نزول کا مقصد قیام عدل ہے۔

۲۔ اسلامی ریاست محض پولیس کے فرائض انجام دینے کے لیے نہیں ہے کہ اس کا مقصد صرف نظم و ضبط قائم کرنا اور سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے بلکہ وہ ایک با مقصد ریاست ہے جسے عوام کی فلاح و بہبود، اجتماعی عدل اور بھلائیوں کے فروغ کے لیے کام کرنا ہوتا ہے۔

اسلامی حکومت کا قیام انبیاء کی بعثت کا مقصد رہا ہے

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ "کانت بنو اسرآئیل تسوسهم الانبیآء کلما هلك نبی خلفه نبی' وانه لا نبی بعدی وسیکون بعدی خلفآء فیکثرون" قالوا: فما تا مرنا؟ قال : "اوفوا ببیعة الاول فالاول' ثم اعطوهم حقهم واسألو الله الذی لکم' فان الله سآئلهم عما استرعا هم" (مسلم: کتاب الامارة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا : بنی اسرائیل کے حکومتی کاموں کو انبیاء علیہم السلام انجام دیا کرتے تھے' جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کے بعد ایک اور نبی آجاتا اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے' صحابہ کرام نے عرض کیا' تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں ؟ اس پر آپ نے فرمایا : "جس سے پہلے بیعت کرواسے نبھاؤ۔ پھر انہیں ان کا حق دینا اور اپنے حق کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ماتحتوں کے بارے میں ان سے خود باز پرس کرے گا۔"

مفہوم :

۱۔ اس نظم و نسق کی بظاہر جو شکلیں بھی رہی ہوں لیکن اتنی بات تو تسلیم کرنا ہی پڑے گی کہ بہر حال وہ حقیقتاً ایک حکومتی نظام ہی تھا' البتہ اس کی معیاری اور مکمل شکل وہ تھی جو حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے دور میں پائی گئی۔

۲۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے حکومتی نظم و نسق کو قائم رکھنا انبیاء کے مقصد بعثت میں شامل رہا ہے۔ یہ نکتہ دین کے لیے سیاست کی اور اہل دین کے لیے حکومتی نظام کی روشن سے روشن تر دلیل ہے۔

حکومت کی اصلاح کا مدار عوام کی درستی پر ہے

عن یحیی بن هاشم عن یونس ابن ابی اسحاق عن ابیه قال قال رسول اللهﷺ

كما تكونون كذالك يؤمر عليكم (مشكوة: كتاب الامارة)

ابو اسحاق اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جیسے تم ہو گے ویسے ہی تم پر امیر (حکمران) مسلط ہوں گے۔"

مفہوم:

۱۔ عام طور پر حکمران گروہ سوسائٹی کا مکھن ہوتا ہے۔ اب اگر عوام بد کردار ہوں گے تو ان کے خواص کب نیک سیرت ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً آج کل کے جمہوری دور میں جب کہ عوام ہی کو اپنی مرضی سے اپنے حکمران اور نمائندے منتخب کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

۲۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس ملک کے عوام شر پسند ہوں گے وہاں سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ شریر قسم کے حکمران مسلط کر دے گا۔

شورائی نظام کی اہمیت

عن ابی هريرة قال قال رسول اللهﷺ اذا كان امرآؤكم خياركم واغنيآء سمعائكم واموركم شورى بينكم فظهر الارض خير لكم من بطنها واذا كان امرآئكم شراركم واغنيائكم بخلآئكم واموركم الى نسآئكم فبطن الارض خير لكم من ظهرها

(ترمذی ،مشکوة: باب تغير الناس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تمہارے امراء (حکمران) (اخلاق و کردار کے لحاظ سے) اچھے لوگ ہوں، تمہارے (معاشرے کے) خوش حال افراد فیاض ہوں، اور تمہارے (اجتماعی) معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہوں تو یقیناً تمہارے لیے یعنی مسلم قوم کے لیے زمین کی پشت (زندگی) زمین کی گود (موت) سے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے حاکم بد کردار لوگ ہوں، تمہارے مالدار افراد بخیل ہوں اور تمہارے معاملات بیگمات

کے حوالے ہوں تو پھر زمین کی گود زمین کی پشت سے (بدرجہا) بہتر ہے (یعنی ایسی مسلم قوم خود اپنے لیے بھی ذلت ورسوائی کی موجب ہے اور اسلام کے لیے بھی ننگ وعار کی باعث)"

مفہوم:

۱۔ اس حدیث میں تین امور کو مسلم معاشرے کے لیے دنیا وآخرت کی سعادت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی معاشر میں یہ تینوں اجتماعی اوصاف موجود ہوں تو وہ فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو گا

(۱) خدا ترس قیادت وحکومت

(۲) فیاض اور غریبوں کے ہمدرد اصحاب دولت

(۳) تمام اجتماعی معاملات میں مشاورت وجمہوریت کی روح کار فرما ہونا۔

اس کے برعکس اگر حکمران بد طینت ہوں 'مالدار گروہ بخیل ہو اور شہوانی میلانات اور عیش پسندانہ رجحانات کا یہ حال ہو کہ اجتماعی امور میں سربراہ عورتیں ہوں تو پھر ایسا معاشرہ آج نہیں مٹا تو کل مٹ کر رہے گا۔

۲۔ اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جس سوسائٹی میں مشاورت اور باہمی اعتماد و تعاون ناپید ہو گا وہاں عورتوں کی "قوامیت" کی شکل میں بدترین آمریت مسلط ہو کر رہے گی۔

حاصل کلام

اسلامی نظام سیاست کی بنیاد دو اساسی حقیقتوں پر ہے :

(۱) حاکمیت الٰہی (۲) خلیفہ یا نائب

ان دو حقیقتوں کو بنیاد قرار دیتے ہوئے اسلام نے جو ریاست کا نظام مقرر کیا ہے اس کے نمایاں خطوط یہ ہیں :

۱۔ اقتدار اعلیٰ اور حق حاکمیت اصلاً صرف اللہ کے لیے ہے' اس میں کوئی بھی ذرہ برابر شریک یا حصہ دار نہیں ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی پیدائشی رعیت ہے۔

۲۔ اصل قانون ساز صرف اللہ ہے' اس کا دیا ہوا آئین انسانی زندگی کا آئین ہے اور اس کا دیا ہوا قانون انسانی زندگی کا قانون ہے' کسی بھی فرد یا ادارے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بطور خود اپنے لیے یا کسی اور کے لیے آئین و قانون بنائے۔

۳۔ اللہ کا نبی اس دنیا میں اس کا نمائندہ اور اس کے احکام و مرضیات کا شارح ہے' اس کے دیئے ہوئے احکام بھی واجب الاطاعت ہیں۔

۴۔ اللہ اور اس کے رسول کے دیے ہوئے احکام کی ٹھیک ٹھیک پیروی اور ان کے نفاذ کے لیے ایک اجتماعی نظم اور حکومتی ادارے کا قیام ضروری ہے۔

۵۔ اسلامی ریاست کا حق شہریت ہر اس شخص کو حاصل ہے جو اسلام پر ایمان رکھتا ہو۔

۶۔ اسلامی ریاست کے غیر مسلم باشندوں کو ذمی کہا جاتا ہے' اسلامی ریاست ان کی جان' مال اور عزت کی حفاظت کی ذمے دار ہوتی ہے۔

۷۔ خلیفہ کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق مملکت کا نظام

چلائے' عدل قائم کرے' ملک وملت کا دفاع کرے اور رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے۔

۸۔ خلافت کی اس بھاری ذمہ داری کو نبھانے میں مدد دینے کے لیے ایک مجلس شوریٰ ہو۔

۹۔ خلافت کا منصب اہلیت کی بنیاد پر دیا جاتا ہے' اس شخص کو نہیں دیا جاتا جو یہ منصب طلب کرے یا اس کا خواہشمند ہو۔

۱۰۔ جائز اور نیکی کے کاموں میں خلیفہ کی اطاعت ہر شخص پر لازم ہے۔

۱۱۔ اسلامی ریاست ہر شخص کے جان' مال اور عزت وآبرو کے تحفظ کی ذمہ دار ہو گی۔

۱۲۔ حکومت کی اصلاح اور احتساب عوام کا حق ہے۔

مصادر و مراجع (یونٹ نمبر ۲۳)

۱۔ اصلاحی، صدر الدین، اسلام اور اجتماعیت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

۲۔ اصلاحی، صدر الدین، فریضہ اقامت دین، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

۳۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار الفکر، بیروت

۴۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی ۱۹۲۰ء

۵۔ عمر پوری، عبد الغفار حسن، انتخاب حدیث، دار العلم، اسلام آباد

۶۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، اسلامی ریاست

۷۔ ندوی، جلیل احسن، راہ عمل، اسلامی پبلیکیشنز، لاہور

۸۔ ندوی، جلیل احسن، سفینہ نجات، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

۹۔ نعمانی، محمد منظور، معارف الحدیث، دار الاشاعت، کراچی

۱۰۔ نووی، محی الدین ابو زکریا بن شرف، ریاض الصالحین، مکتبہ مدنیہ، لاہور